IOSR Journal Of Humanities And Social Science (IOSR-JHSS)
Volume 27, Issue 12, Series 1 (December, 2022) 75-83
e-ISSN: 2279-0837, p-ISSN: 2279-0845.
www.iosrjournals.org

اردو ادب کی تاریخ اور ترقی

محمد عزیز

اسسٹنٹ پروفیسر، اردو ، سوامی کیشوانند کالج آف ہائر ایجوکیشن، لیلی ، لکشمن گڑھ، الور (راجستھان

Mohammad Aziz

Assistant Professor, Urdu, Swami Keshwanand College of Higher Education,Lili, Laxmangarh , (Alwar) Rajasthan

1193 ء کے بعد آگرہ اور دہلی کے آس پاس ہندوستان کی مقامی بولیوں میں عربی فارسی اور دیگر غیر ملکی الفاظ کے امتزاج سے ایک نئی زبان کا خمیر تیار ہوا ۔ آگے چل کر اس کا نام 'اردو' پڑا۔ یہ مسلم ریاست میں بین الصوبائی معاملات کی زبان تھی۔ 19ویں صدی میں لفظ 'ہندوستانی' اردو کا قاری بن گیا۔ اسے پرانا 'اینگلو انڈین' مور بھی کہا جاتا تھا۔ سپین اور پرتگال کے لوگوں کے مطابق مور مسلمان تھے۔ اردو ہندوستانی کا وہ اسلوب ہے جس میں فارسی الفاظ زیادہ استعمال ہوتے ہیں اور جو صرف فارسی رسم الخط میں لکھے جا سکتے ہیں۔ ہندوستانی، ریختہ، اردو اور دکنی اس زبان کے مترادف سمجھے جاتے تھے۔ اردو کا دائرہ صرف عام مسلمانوں اور سرکاری دفاتر پر فائز افراد تک محدود ہے۔

19ویں صدی میں دکنی اردو میں تبدیل ہو گئی۔ ملک بھر میں اردو کے فروغ کے لیے دہلی میں انجمن ترقی اردو کا قیام عمل میں آیا۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہیں تاتار خان کا پڑاؤ ۔ ترکستان تاشقند اور خوکند میں اردو کے معنی قلعہ کے ہیں۔ شاہی پڑاؤ کے معنی میں لفظ اردو غالباً بابر کے ساتھ ہندوستان میں آیا اور دہلی کا راج بھون 'اردو معلی" یا 'عظیم خیمہ' کے نام سے مشہور ہوا۔ دربار اور خیمے میں جو ملی جلی زبان پہنچی اسی مناسبت سے اردو کہلائی۔ اردو دراصل ایک درباری زبان تھی، اس کا عام لوگوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

اردو زبان کی پیدائش

سید انشا نے واضح طور پر کہا ہے کہ "لاہور، ملتان، آگرہ، الہ آباد کو وہ وقار حاصل نہیں جو شاہجہان آباد یا دہلی کو حاصل تھا ۔ اردو اس شاہجہان آباد میں پیدا ہوئی، ملتان، لاہور یا آگرہ میں نہیں۔ اردو کی پیدائش کی کہانی کچھ اس طرح ہے - "شاہجہان آباد کے خوشامدی لوگوں نے ایک رائے سے کئی دوسری زبانوں کے دلچسپ الفاظ کو الگ کیا اور کچھ الفاظ اور جملوں میں رد و بدل کرکے دوسری زبانوں سے مختلف نئی زبان ایجاد کی اور اس کا نام اردو رکھا۔ اردو شہزادگان تیموریہ) تیموری شہزادوں (کی زبان تھی اور قلعہ اس زبان کا ٹکسال تھا۔

محمد حسن آزاد نے اردو کو 'برج بھاشا' سے ماخوذ زبان کہا ہے۔

میر امن دہلوی نے اردو کو بازاری اور لشکری زبان کہا ہے۔

ڈاکٹر ادے نارائن تیواری کہتے ہیں کہ اس وقت لاہور میں پرانی کھڈی بولی رائج تھی۔ غیروں نے اسے اپنے طرز عمل کی زبان بنایا ۔ اس طرح فوج کی زبان جو بعد میں اردو کہلائی، 'کھڑی بولی' سے نکلی۔

جارج گریئرسن نے ادبی اردو کی ابتداء عام بولی جانے والی ہندوستانی سے کی ہے۔

شری برج موہن دتاترائے کیفی نے اکتوبر 1951 میں اورینٹل کانفرنس، لکھنؤ میں اپنی تقریر میں اردو کی ابتدا پر غور کرتے ہوئے کہا تھا "اردو کی ابتداء شورسینی پراکرت میں غیر ملکی الفاظ کے اختلاط سے ہوئی ہے۔ اسے ہندوستانی بھی کہا جا سکتا ہے۔

بعض ماہرین لسانیات کے مطابق، اردو کی ابتداء کھڈی بولی میں فارسی الفاظ کے مجموعہ سے ہوئی۔

'ہندوستانی عام' ہندی کا مترادف ہے۔ اور اسی کو بعض علماء نے کھڑی بولی کا نام دیا۔ اردو کھڑی بولی سے نکلی ہے اور اردو دراصل کھڑی بولی کا ایک انداز ہے۔

اردو کی زبان دراصل ایک خاص طبقے کی زبان ہے اور اسے ہندستانی یا عام ہندی یا کھڈی بولی میں عربی فارسی الفاظ اور محاورات کی آمیزش کرکے نہایت مصنوعی طریقے سے تخلیق کیا گیا ہے۔ یہ کام دہلی ہی میں قلعہ معلی ' میں مکمل ہوا تھا، اس لیے اسے ’زبان اردوِ معلی' ' بھی کہا جاتا ہے۔

سید انشاء اللّٰہ کے بقول - "یہاں) شاہجہان آباد (کے خوشبیانیوں نے مؤلف) متفقہ (زبانوں سے اچھے کلمات نکالے اور باجی ابرات)جملوں (اور الفاظ میں تصرف) تبدیلیاں (کیں۔ اس سے دوسری زبانوں سے مختلف ایک نئی زبان بنائی گئی جس کا نام اردو رکھا گیا۔

اردو نے 18 ویں صدی کے ایّامِ آخر ء میں زبان کی شکل اختیار کی جب مشابی نے لکھا - "خدا رکھ جبیں ہم سنیں ہیں میر و مرزا کی"۔

شمالی ہند میں اردو زبان کا ادب19 ویں صدی میں شروع ہوا، جب کہ دکن میں اس سے پانچ سو سال پہلے شعری تخلیق کا آغاز ہوا۔

اردو ادب کی ترقی کو بنیادی طور پر تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے - قدیم، وسطی اور جدید۔ قدیم دور میں، اردو شاعری نے جنوبی ہند میں دکنی کی مثنوی شکل میں ترقی کی۔ دورِ وسطی' میں،شمالی ہندوستان بنیادی طور پر دہلی،لکھنؤ کے بادشاہوں کے درباری ماحول میں ہوا، عہدِ وسطی' تک اردو شاعری نے بنیادی طور پر غزلوں کی شکل میں، عشق و حُسن کے تنگ گلیاروں میں اپنی قلابازیوں کا مظاہرہ کر لوگوں کو محظوظ کیا۔ لوگوں کے دلوں پر محبت کا غلبہ طاری کیاجو کہ انسان کا بنیادی سرمایہ ہے۔

جدید دور میں اردو کا کردار بدل گیا ہے اور نظم کا دور آیا ہے۔ نظم کا تعلق انسان کی زندگی کی وسیع جدوجہد اور عوامی زندگی کے بہت سے مسائل اور اس کی حقیقت سے ہے۔ اب اردو شاعری ایک ایسے میدان میں داخل ہو چکی تھی جہاں کسی سرپرست کی حمایت دور دور تک نظر نہیں آتی تھی، اپنی صلاحیتوں، جدوجہد کی قوت اور فکر پر اعتماد تھا۔ یہ زندگی کی راہ بن گیا۔ ملک، سماج اور احساس زندگی کے سامنے کھڑے اردو شعراءنے فرار کا نہیں جدوجہد کی راہ کا انتخاب کیا اور ملک اور سماج کے قدموں کو جوڑتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی۔ شاعرانہ رجحان کے مطابق ترقی کے ادوار کو دورِمثنوی'، ' دورِغزل' اور ' دورِنظم ' بھی کہا جا سکتا ہے۔'غزل کے دور' میں لکھنؤ میں مرثیہ کا ماتمی گیت تیار ہوا لیکن یہ مرکزی رجحان

نہیں تھا۔

اردو زبان کی پیدائش اور نشوونما شمالی ہندوستان میں دہلی کے آس پاس ہوئی، لیکن ادب کی پہلی ابتدا اور ترقی دور دراز جنوبی ہندوستان میں ہوئی۔ جسے 'جنوبی ملک کی شاعری'، ' دکنی اردو شاعری' یا 'دکنی شاعری' کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اردو زبان و ادب کو ابتداء سے ہی ریاستی سرپرستی حاصل رہی جس کی وجہ سے ترقی یافتہ اور باوقار ہونے کے باوجود عوام کی امنگوں پر پورا نہ اتر سکی۔ شہنشاہوں نے بھی بہترین تخلیقات کیں۔

اردو ادب کا ارتقا

ان کے علاوہ چالیس کے قریب مسلم شعراء نے مثنوی اسلوب میں شاعری اور آزاد تقریر کی جن میں عبداللہ حسینی، نظامی بیدری، محمد قلی قطب شاہ، ملاوجہی ، غواصی، شیخ محمد جنید، ابن نشاطی، نصرتی، ہاشمی، آتشی، وغیرہ شامل ہیں۔ امین، مقیمی، سناتی، ر ستمی وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

محمد قلی قطب شاہ دکنی شاعری کے خاص شاعر تھے۔ وہ روحانی تھا۔ ادب اور شاعری کے نقطہ نظر سے ان کی شاعری میں کوئی کمال نہیں ہے لیکن زبان و ادب کی ترقی کے نقطہ نظر سے ان کی تاریخی اہمیت ہے۔

اردو ادب کا دورِ وسطیٰ

دہلی اور لکھنؤ نے اردو ادب کی ترقی میں خصوصی تعاون کیا ہے۔ اس بنیاد پر دورِ وسطیٰ کے اردو ادب کو دوحصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

i) دہلی اور اردو ادب

اردو زبان کی ابتدا دہلی کے آس پاس ہوئی لیکن ادبی تخلیق جنوب میں پانچ سو سال تک جاری رہی۔ دہلی پر فارسی زبان و ادب کا غلبہ برقرار رہا۔18 ویں صدی میں تاریخی ماحول بدل گیا۔ اردو زبان و ادب میں نیا شعور آیا۔ اردو زبان و ادب کی ترقی جنوب سے شمال کی طرف آئی۔ اس کا سہرا 'ولی اورنگ آبادی' کے سر ہے۔ انہوں نے دہلی میں اردو زبان کی بنیاد رکھی۔ ولی نے اپنے سفر دہلی کے دوران دو اہم کام کئے۔

اردو زبان کا پرچار کیا اور اردو کی مقبولیت میں اضافہ کیا۔

غزل اور مرثیہ کی صنف کو مثنوی کے متوازی وقار دیا گیا۔

ولی اور ان کی غزلوں کو دہلی میں خوب پذیرائی ملی۔ اس نے فارسی کے ادیبوں کو اردو لکھنے پر مجبور کیا۔ فارسی زبان کے ع الم و شعراء فطرت، امید ، بیدل، ندیم اور آرزو وغیرہ نے اپنے شاگردوں کی فرمائش پر اردو نظمیں لکھنا شروع کیں جن میں ایک سطر فارسی اور دوسری سطر اردو میں تھی۔ فارسی شاعروں نے فطری طور پر دونوں زبانوں کو شاعری کا ذریعہ بنایا۔ جس کی وجہ سے ایک نئی زبان بننا شروع ہوئی۔ مغل اقتدار کے اثر میں کمی کے نتیجے میں فارسی کا اثر بھی کم ہونے لگا۔ شہنشاہ محمد شاہ اردو شاعری کے عاشق ہو گئے۔ اسی دوران نادرشاہ درانی نے دہلی پر حملہ کر کے دہلی سلطنت کی بنیاد ہلا دی۔ فارسی شعراء کی ریاستی سرپرستی ختم ہوئی، جس کے نتیجے میں قومی زبان اردو کو سر اٹھانے کا موقع ملا۔

اردو شاعری18 ویں اور19 ویں صدی میں دہلی میں پروان چڑھی۔ فارسی کے غالب ہونے کی وجہ سے یہ عوام کے ذہنوں سے دور رہی۔ محبت، حسن اور ابدی سچائیوں کے اظہار نے اسے مقبول بنایا۔ اردو کے ساتھ اب دکنی کا لفظ بھی الگ ہو چکا ہے۔18ویں صدی میں اردو ادب کی ترقی دو مرحلوں میں ہوئی۔ پہلے اردو شاعری کی بنیاد رکھی اور دوسرے میں اردو شاعروں نے اس بنیاد پر ایک عظیم الشان محل تعمیر کیا۔

فراق گورکھپوری نے پہلے مرحلے کے بارے میں لکھا ہے،"پہلے مرحلے یا ابتدائی دور کی چار خصوصیات ہوتی ہیں۔لفظ دکنی کا بائیکاٹ,صوفیانہ موضوعات اور ٹھوس جسمانی محبت کی نمائش کا فقدان, پہلے سے کہیں زیادہ وضاحت اور بہاؤ،لغوی مطابقت اور دوہرے معنی والے الفاظ کا ضرورت سے زیادہ استعمال۔"

اس رجحان سے متعلق شعراء میں خان آرزو ، شاہ مبارک آبرو، اشرف علی فغاں، شاہ حاتم، مرزا جان جانانوغیرہ قابل ذکر ہیں۔

دوسرے دور کے شعرا نے اردو شاعری کو ترقی کی معراج پر پہنچایا جن میں میر تقی میر، محمد رفیع سودا، درد اور سوز کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پچھلی اردو شاعری کے نئے پن سے آزادی حاصل کرنے کے بعد اس نے اسے فروغ دیا ۔ اس دور کو اردو کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔

دور حاضر کی تلخ حقیقت کو مدلل انداز میں پیش کیا گیا۔ غالب کو بھی میر کی شاعری کی بلندی حاصل نہیں ہوئی۔ میر اور سودا حملہ آوروں کے مظالم کی وجہ سے دہلی چھوڑ کر لکھنؤ چلے گئے۔19 ویں صدی میں اردو شاعری کو زندہ کرنے والوں میں حکیم مومن خان مومن، شیخ ابراہیم ذوق، مرزا اسد اللہ خان غالب، بہادر شاہ ظفر وغیرہ کا نام بڑے فخر سے لیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ دہلی میں اردو شاعری کے احیاء میں جن شعرا نے اپنا حصہ ڈالا ان میں شاہ نصیر، شیفتہ، تسکین، اور انور وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔ غالب اس زمانے کے خالق ہیں۔ اسی لیے اس دور کو غالب کا دور کہا جاتا ہے۔

ii) لکھنؤ اور اردو ادب :-

لکھنؤ کی اردو شاعری جدا مقام عطا کرنے کی خاطر لکھنؤی اردو شاعری کا نام دیا گیا ہے۔18 ویں صدی میں نادرشاہ، احمدشاہ ،مرہٹوں اورجاٹوں کے ظلم کی وجہ سے دہلی سے شاعری کو اکھاڑ پھینکا گیا۔ دہلی کی جگہ لکھنؤ اردو شاعری کا مرکز بن گیا۔ لکھنؤ کے علاوہ فرخ آباد، ٹانڈہ، عظیم آباد، مرشد آباد، حیدرآباد اور رام پور کے درباروں میں شاعروں نے پناہ لی۔ دوسرے مقامات کے مقابلے لکھنؤ اردو شاعری کا گڑھ بن گیا۔

لکھنؤ نے اردو شاعری پر اپنا رنگ جما کر اسے دہلی کی شاعری سے الگ کر دیا۔ لکھنوی اردو شاعری کو فروغ دینے والوں میں ناسخ، آتش، انیس اور دبیر کے نام نمایاں ہیں۔ سودا، میر،مصحفی اور انشاء نے لکھنؤ میں اردو شاعری کو پھیلایا۔ اگر نوابوں نے شاعروں کو پناہ نہ دی ہوتی، انہیں بلا کر عزت اور انعام نہ دیا ہوتا تو اردو شاعری کا وہ دور لکھنؤ میں ترقی حاصل نہیں کر سکتا تھا، جس کے لیے الگ سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ شجاعالدولہ، آصف الدولہ، غازیالدین حیدر، نصیر الدین حیدر، سعادت یار خان رنگین اور واجد علی شاہ اختر جیسے نوابوں نے اردو شاعری کو خوشحالی فراہم کی۔ اختر کی چالیس تحریریں مذکور ہیں۔

لکھنؤ کا ماحول شروع میں غزل کے لیے کافی سازگار تھا۔ لکھنؤ کے پس منظر نے مرثیہ کو ممتاز کیا۔ مرثیہ گو شعراء میں میر ببر علیانیس، مرزا سلامت علی دبیر، راشد، عارف اور نفیس وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔ انیس کی شاعری میں بے ساختگی، سادگی اور زینت ہے، جب کہ دبیر میں علامتی پیچیدگی، اور تخیل کا غلبہ ہے۔ انیس ایک جذباتی شاعر تھا اور دبیس ایک فنی شاعر تھا۔

اردو ادب - جدید دور

1857کی جدوجہد آزادی کے بعد سیاسی اور ثقافتی ماحول میں تبدیلی آئی۔ برطانوی راج کی مضبوطی اور ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہندوستانیوں کی بے چینی 1885 میں انڈین نیشنل کانگریس کے قیام کا باعث بنی۔ مہاتما گاندھی کی تحریک شروع ہوئی۔ ہندوستان 1947 میں آزاد ہوا۔ ان واقعات نے اردو شاعری کو بہت متاثر کیا۔ تنہائی ،محبت جیسے الفاظ اب جدید دور کے مسائل کی تصویر کشی کرنے لگی۔

مولانا محمد حسین 'آزاد' اور الطاف حسین 'حالی' نے ہالرائیڈ کی تحریک سے1874 ء میں لاہور میں ایک نئے مشاعرے کی بنیاد رکھی۔ 'ہالی' نے مقامی رنگ، حقیقت سے لگاؤ اور زندگی کی حقیقی عکاسی پر زور دیا۔ آزاد کی تحریک سے اردو شاعری میں نئے شعور نے جنم لیا۔ اردو شاعری کو نئی رونق ملی۔ موضوع اور دائرہ کار وسیع ہو گیا۔ جدید دور کی شاعری نے اپنے تنگ جذبات کو چھوڑ کر اسے زندگی کے اہم مسائل سے جوڑا اور عہد کے شعور کو انتہائی تحمل کے ساتھ پیش کیا۔

اردو ادب - نشاۃ ثانیہ

اردو ادب کی نشاۃ ثانیہ(1874) ء تا1935 ء (نے قومی اور ثقافتی شعور کا اظہار کیا۔ جدید اردو کا آغاز19 ویں صدی کے

دوسرے نصف سے ہوا۔ انگریزوں نے علم و سائنس کے نئے کارنامے فراہم کیے جس کی وجہ سے وطن پرستی اور آزادی کا نظریہ سامنے آیا۔ اردو شاعری سیاسی تحریکوں اور اصلاحی تحریکوں سے متاثر تھی۔ مولانا حسین، آزاد، الطاف حسین، حالی، درگا سہائے سر ور، پنڈت برج نارائن چکبست اور اقبال جیسے شاعروں نے اردو شاعری میں قومی ثقافتی شعور کا اظہار کیا اور حب الوطنی اور نسلی جذبات کو پھیلایا۔ آزاد نے ہندوستانیوں کو حوصلہ کے ساتھ آگے بڑھنے کا پیغام دیا۔ آزاد نے نثر اور نظم دونوں کی تشکیل کی۔ نظم آزاد اور آب حیات ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ سرور قومی جذبات کی شاعر تھے۔ تنگ نظری اور اسلامیت کو ان کی قومی روح میں جگہ نہیں ملی۔

ڈاکٹر اقبال نے ملک کا ایک اہم ترانہ ”سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا“ پیش کیا۔ اردو شاعروں نے سماجی برائیوں اور مذہبی شوخی پر سخت تنقید کی۔ زندگی کی اقدار کو اپنانے کی ترغیب دی۔ بچوں کی شادی اور ستی نظام کے خلاف شاعری کی ۔

اردو ادب - ترقی پسند شاعری کا سلسلہ

سال 1936 میں پریم چند کی صدارت میں انجمن ترقی پسند مصنفین کا کنونشن ہوا۔ اس لڑائی میں اردو کی ترقی شاید پیچھے نہ رہ جائے۔ زمانے کے دکھوں کو پہچانا اور ہندوستانیوں کی جدوجہد آزادی کو شاعری کا موضوع بنایا۔ اردو شاعری کے ترقی پسند شاعروں میں جوش ملیح آبادی، احسا ن دانش، فراق گورکھپوری، فیض احمد فیض، علی سردار جعفری، ساحر لدھیانوی، احمد ندیم قاسمی، مجاز لکھنوی، کیفی اعظمی وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جوش ملیح آبادی کو 'شاعر انقلاب' اور احسا ن دانش کو 'شاعر مزدور' کہا جاتا ہے۔ اردو شاعری میں مادیت پسندی آئی۔ مارکس کا بھی اثر تھا۔ جوش ملیح آبادی نے انسانیت کو مذہب کہا۔ مذہب کے ٹھیکیداروں کی مذمت کی۔ علی سردار جعفری نے مذہب کی آڑ میں ہونے والے مظالم اور بددیانتی کو بے نقاب کیا۔ جھوٹی مذہبیت پر سخت تنقید کی۔ عبادت اور سجدے کی مخالفت کی۔ استحصال زدہ طبقے کو تباہ کیا اور کمیونسٹ نظام کا پرچار کیا۔ فراق نے محنت کشوں کی عزت نفس اور طاقت کو جگانے والی ایک عظیم انقلابی تخلیق پیش کی۔

اردو ادب - تجرباتی شاعری:۔

1943ء میں آگیہ نے 'ترشفتک' شائع کیا۔ شری گنیش شاعرانہ تخلیق کا تجربہ کار بن گیا۔ دویدی جنگ عظیم کے بعد اردو کے کچھ شاعر، کچھ غیر ملکی انگلستان، امریکہ اور فرانس کے شعراء - .T.S ایلیٹ، ایزرا پاؤنڈ، پو بادلیئر، ہلڈا ڈولٹن وغیرہ نے نئی شاعری شروع کی۔ جو ترقی پسند اردو شاعری کے خلاف ایک نئی شعری تحریک تھی۔ ترقی پسند اردو شاعری نے نعرے بازی کی شکل اختیار کر لی تھی۔ ان میں شاعری کی کمی تھی۔ شاعر ظاہری تصویر کشی میں اس قدر محو تھا کہ باطنی حسن سے محروم نہیں ہوا۔ آزاد اقتدار اور ذاتی مسائل کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اظہار خیال کو ترجیح دی گئی۔ انسانیت پر زور دیا گیا۔ تجرباتی شاعر فرائیڈ اور سارتر سے متاثر رہے ہیں۔ اردو کے تجربہ کار شاعروں نے فنی تجربات کے ساتھ آزاد شاعری پر زور دیا۔

اس نئے شاعرانہ رجحان کو اردو میں حلقہ اربابِ ذوق کا نام دیا گیا۔ اس روشنی سے اتفاق کرنے والے شاعروں میں ن م راشد، میرا جی، یوسف ظفر، اخترالایمان، سلام مچلی شہری، قیوم نظر، مختار صدیقی، ممتاز مفتی اور حسن عسکری وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ تجرباتی ماہرین نے علامتوں کے ذریعے انفرادی تجربات کے اظہار کو اہمیت دی۔ ترقی پسند مارکس اور فرائیڈ کے معتدل اربابِ ذوق سے متاثر تھے۔ تجربہ کار وجدان پرست تھے۔

راشد، میراجی، اخترالایمان اور مخمور جالندھری نے مواد اور ہنر کی سطح پر نئے نئے تجربات کیے اور آزاد نظم بنائی، جسے بےقافیہ شاعری بھی کہا جاتا ہے، بہت مشہور ہے۔ راشد کا جرم اور محبت، لارنس باغ میں ایک دن، جرات پرواز اور شرابی وغیرہ، ان کی انفرادی زندگی کا فلسفہ اور نفسیاتی حقیقت کئی شکلوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ راشد کی شاعری میں فراریت ہے۔ زندگی بے نقاب ہونے کے بعد وہ ساتویں منزل سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرنا چاہتا ہے۔

اردو ادب: آزادی کے بعد کا دور

طویل جدوجہد کے بعد1947 ء میں ملک آزاد ہوا۔ انگریزوں سے چھٹکارا پانے کی خوشی تھی تو ملک کے ٹکڑے ہونے کا دردناک غم تھا۔ شاعروں نے آزادی کا خیر مقدم کیا۔ بلکہ ماتم بھی کیا۔ جوش ملیح آبادی، مجاز جیسے شاعروں نے آزادی کا خیر مقدم کیا ۔ جوش نے 'ترانہ آزادی' نظم لکھی۔ کچھ دنوں کے بعد 'ماتم آزادی' لکھ کر اس نے بھی اپنا ماتم منایا۔ فیض نے صبح آزادی نظم میں 'داغ داغ' 'اجالا' دیکھا۔ سردار جعفری نے ایسے ماحول میں - 'آزادی دھوکہ نہیں' - آزادی کا جشن منانے والوں سے بڑی سنجیدگی سے 'آزادی-آزادی' کہہ کر پوچھا - "آزادی کس کو ملی؟

مادر ہند کے چہرے پر اداسی ہے۔

' راہی معصوم رضا' نے پنجاب کے فسادات اور ملک کی تقسیم کے بارے میں ایک بہت ہی دردناک نظم لکھی اور کہا کہ اس تقسیم نے نہ صرف ملک بلکہ زندگی کی تمام چیزیں تقسیم کر دی ہیں۔

آزادی کے بعد کی اردو شاعری میں بین الاقوامی مسائل کے بارے میں بھی شعور پیدا ہوا۔ اردو شاعروں نے روس، ایشیا، چین، کوریا، مصر، ایران، فلسطین وغیرہ ممالک کے مسائل پر نظمیں لکھیں جو بین الاقوامی متعلقہ دنیا کو متاثر کرتی ہیں۔ فیض کی 'ایرانی موازنہ کے نام'، 'انقلابِ روس' اور فلسطینی بچوں کے لیے لکھی گئی نظمیں وسیع نقطہ نظر کو ظاہر کرتی ہیں۔ پچھلی نسل کے شاعر جیسے فیض، جوش، جگر اور فراق غزلیں لکھتے رہے۔ غزل کی حقیقت پسندانہ اور رومانوی دونوں قسمیں ہیں۔ ذاتی خوشی و غم، امید مایوسی اور محبت کی جدائی کے ساتھ ساتھ انہوں نے غزلوں میں عہد کے مسائل کا اظہار کر کے روایتی انداز میں انقلابی تبدیلی کی۔ غم جان اور غم دور ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہو گئے۔

اردو ادب: نیا دور

1950عیسوی کے بعد اردو شاعری میں نئی شاعری جیسا ایک نیا دور شروع ہوا جس میں شعراء کے شعور نے نئی زندگی کو نئی روشنی میں ڈھالنے کا جذبہ پیدا کیا۔ نئی زندگی، نیا جوش، نئی امیدیں پیدا ہوئیں، جس کے نتیجے میں شاعری نے بھی نیا موڑ لیا۔ خلیل الرحمن اعظمی، باقر مہدی، وحید اختر، عمیق حنفی، مظہر، راہی معصوم رضا، بلراج کومل وغیرہ ان شاعروں میں قابل ذکر ہیں جو1950 - 1960کے درمیان نئے شعری شعور سے بھرپور تھے۔ خلیل الرحمٰن اعظمی - آئینہ میں، کاغذی پیراہن، اور نیا اعہد نامہ، بلراج کومل - میری نظمیں اور دل کا رشتہ، راہی معصوم رضا - رقص مے ، اجنبی شہر اور اجنبی راستے اور عمیق حنفی نے جدت کو فروغ دیا۔

بحریہ دھرا پر جدیدیت کا گہرا اثر ہے۔ ان شاعروں نے زندگی کی ناہمواریوں، ستم ظریفیوں اور پیچیدہ تجربات کے اظہار کے لیے ایک نئی زبان اور ایک نیا ہنر ایجاد کیا۔ نئی دھار کی وجہ سے غزلوں کو نظرانداز نہیں کیا گیا۔ اس زمانے میں ابن انشاء، خلیل الرحمن اعظمی، منیر نیازی اور ظفر اقبال نے غزل کی صنف کو مالا مال کیا۔ نئے شہروں نے اردو غزل کو نئی زبان، نئی زمین اور نیا شعور دیا۔

اردو ادب: ساٹھ کی دہائی

1960کے بعد اردو شاعری کا رخ بدل گیا۔ انتہا پسندانہ رجحانات سامنے آئے۔ ایسے شاعروں میں شہر یار، وِمل کرن عاشق، افتخار جالب، شان الرحمان فاروقی زاہدہ زیدی، اور حسن کمال وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ستوتاری اردو شاعری میں جدید زندگی کے نقطہ نظر کی نشوونما کے ساتھ ساتھ عصری سماجی اور سیاسی سوالات سے جڑنے اور انہیں ان کی حقیقی شکل میں پیش کرنے کا شعور بیدار ہوا۔ اسی کی دہائی میں جب جمہوری شعور ابھرا تو اردو شاعری میں عوام کے مسائل کو پیش کرنے اور عوامی جدوجہد میں اردو ادب کے کردار کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن 1960 کے بعد بھی عادل منصوری، وِمل کرشن اشک، شہریار، شمس الرحمن فاروقی، بشیر بدر، ندا فاضلی اور شین قاف نظام وغیرہ جیسے شاعروں نے غزل کی صنف کو تقویت بخشی۔

اردو ادب کی اہم شاعرانہ شکل

اردو شاعروں نے فارسی ادب سے موضوعیت، لفظوں کی دولت، بے مثال منصوبہ بندی اور دوئیوں کو نہ صرف اپنایا ہے بلکہ شاعرانہ شکل بھی اختیار کی ہے۔ اردو میں مستعمل اشعار میں مثنوی، غزل، نظم، مرثیہ، قصیدہ، ہجو، رباعی، وا سوخت اور مخمس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ شاعرانہ اشعار، نعت، سلام، نوحہ، قطعہ، فرد، ریختی، مستزاد، ترکیب، بند وغیرہ بھی رائج ہیں۔ لیکن اردو شاعری میں ان کی کوئی خاص ترقی نہیں ہوئی۔

مثنوی

- صوفی نثری شاعری کو مثنوی کہا جاتا ہے، یہ ایک خاص صنف ہے جسے مثنوی طرز کہا جاتا ہے۔ مثنوی ایک ایسی شاعرانہ شکل ہے جس میں ہر ایک شعر کے دونوں مصرعے ایک ہی ردیف اور قافیہ میں ہوتے ہیں، لیکن مختلف شعر کے ردیف اور قافیے ایک دوسرے سے مختلف ہو تے ہیں۔ روانی کے لیے پوری مثنوی کا ایک ہی بحر میں ہونا لازمی ہے۔

دکن میں اشرف بیابانی کی نوسرہار،نظامی کی کدم راؤ پدم راؤ، شاہ میرانجی کی خوش نامہ اور خوش نغز ، ابن نشاطی کی پھول بن؛ صنعتی کی قصہ بے نظیر، ہاشمی کی یوسف زلیخا ، نصرتی کی گلشن عشق اور علی نامہ جیسی مثنوی لکھ کر اردو کی مثنوی شاعری کی روایت کو تقویت بخشی۔

غزل

- غزل اردو کی مقبول ترین صنف ہے۔ غزلیں محفل کو رنگین بنا دیتی ہے۔ غزل کا لغوی معنی محبوبہ سے گفتگو ہے۔ غزل کا اصل موضوع عشق ہے۔ غزل میں سب کچھ فارسی سے لیا گیا ہے۔انداز بیان نے اہم کردار ادا کیا۔ عاشق کی باتوں سے اٹھ کر غزل روحانی خیالات کی گہرائی کو جذبات کے ساتھ پیش کرنے کا ذریعہ بن گئی۔ اس میں میر اور مرزا غالب کا خصوصی تعاون ہے۔ غزل کی مقبول اور بلا روک ٹوک روایت شروع کرنے کا سہرا جنوب کے مشہور شاعر ولی ا ورنگ آبادی کو جاتا ہے۔ شاہ مبارک آبرو ، یکرنگ، خان آرزو، فغاں، مظہر جان جاناں وغیرہ نے دہلی میں اردو غزل کی بنیاد رکھی۔ اسی بنیاد پر میر سودا، سوز، درد وغیرہ نے اردو غزل کی عظیم الشان عمارت کھڑی کی۔ میر غزل کے بادشاہ تھے۔ مومن، ذوق، غالب اور ظفر نے اردو غزل کو عروج پر پہنچا دیا۔

ریختی

- پہلے لفظ ریختہ اردو زبان اور غزل کے لیے مشہور ہوا، بعد میں اس کی بنیاد پر عورتوں کی زبان کو ریختی کہا گیا اور جو شاعری ان کی حالت کو بیان کرتی ہے اسے ریختی کہا گیا۔ ریختی اردو زبان کی ایک 'زنانہ شائری' ہے، جس میں ان خواتین کی جنسی خواہشات، مایوسیوں اور آلودہ ذہنی احساسات کو نچلے طبقے کی خواتین کی بدسلوکی اور جنسی زبان کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ریختی شاعروں نے سطح سے نیچے آکر اپنی غزلوں میں فحاشی کے پہلو کو الگ سے اجاگر کیا ہے۔ اس کے ابتدائی بیج جنوب کے شاعر ہاشمی میں نظر آتے ہیں۔

قصیدہ

- قصیدہ کو پرستاری شاعری کہا جاتا ہے۔ بادشاہ، مہاراجہ، حکمران یا کسی بڑے آدمی کی تعریف میں جو ترکیب بنائی جاتی ہے اسے قصیدہ کہتے ہیں۔ قصیدہ شادی فارسی ماڈل پر اردو میں آیا۔ سودا، ذوق، امیر، انشا ء اور مصحفی اردو کے مشہور قصیدہ نگار ہیں۔ ' سودا' کو قصیدہ کا شہنشاہ کہا جاتا ہے۔ یہ روایت عدالتوں کی تباہی کے ساتھ ختم ہوئی۔ فراق نے قصیدہ کے چار حصوں پر غور کیا ہے: .1 تعارف، مرکزی موضوع، .3 حمد اور .4 برکت۔

ہَجَوَ: حمد کے برخلاف مذمت کو ہجو کا اسم دیا گیا ہے۔ اس میں بداعمالیوں، مظالم، مذہبی رسومات، معاشرتی برائیوں اور غلط نظاموں کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ' سودا اس کا شہنشاہ ہے اس نے ہم عصر شاعروں کی مذمتی شاعری کی ہے۔ 'میر ضاحک'، فدوی'، 'مولوی'، 'ندرت'، 'میر، حکیم غوث' وغیرہ سب اس کی مذمت سے بچ نہیں سکے۔

مرثیہ

مرثیہ ا یک غم کا گانا ہے جو کسی عزیز کی موت پر لکھا جاتا ہے۔ غزل کی طرح مرثیہ بھی اردو کی ایک مقبول صنف رہی ہے۔ اس میں مرنے والے کی خوبیوں اور افعال کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ سننے والے ان سے متاثر ہو کر غم میں ڈوب جاتے ہیں۔ مرثیہ رونے کا ذریعہ ہے۔ اس سے مہربانی، محبت، ہم آہنگی، ہمدردی وغیرہ کے جذبات کو فروغ ملتا ہے۔ مرثیہ لکھنے والے شعراء میں ضمیر، خلیق، فصیح، دلگیر،انیس ، دبیر، مومن، حالی، اقبال، ضاحک، چکبست اور فیض وغیرہ نمایاں ہیں۔ امام حسین کی شہادت پر لکھی گئی مرثیہ میں ڈرامائی اور نظم ہے۔

رباعی

- چار مصرعوں کی ترکیب کو رباعی کہتے ہیں۔ اس میں پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعے کا ردیف اور قافیہ ایک ہے۔ سب سے پہلے مصرعے میں مضمون کا آغاز ہے۔ دوسرے تیسرے میں وضاحت و توسیع ہوتی ہے، چوتھے میں نچوڑ کے ساتھ جوہر ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ رباعی معنی کی کثافت کی وجہ سے ایک مقبول صنف رہی ہے۔ اس خطہ کے شاعروں میں انیس،دبیر، شادعظیم آ بادی، جوش ملیح آبادی اور فراق گورکھپوری وغیرہ نمایاں رہے ہیں۔ یہ فراق کے یاقوت کا مجموعہ ہے۔ عمر خیام کی مدھوشالہ کی بنیاد پر ہری ونش رائے بچن نے مدھوشالہ لکھ کر حلواد شروع کیا۔

نظم

نظم جدید دور کی اہم صنف ہے۔1867 ء میں محمد حسین آزاد نے نظم کو ایک نئی روح اور شعور دیا۔ نظم کی ترقی یافتہ شکل1874 ء میں سامنے آئی۔ اس سال انجمن اردو کی جانب سے لاہور میں ایک مشاعرہ منعقد ہوا۔ آزاد نے شاعری کی وکالت کی اور ملک اور سماج سے متعلق نظمیں سنا کر حاضرین کے دل جیت لیے۔ نظم کی دو صورتیں ہیں، مختصر اور طویل۔ نظم نگاروں میں حالی، سرور، جوالا پرشاد برق ، اقبال، چکبست، جوش ، فیض، فراق اور علی سردار جعفری وغیرہ نمایاں ہیں۔ ان کی نظموں میں قوم پرستی کا لہجہ گونجتا تھا اور ترقی پسند شعور کا اظہار بھی ہوتا تھا۔ نظم کی مقبولیت نے غزل کی جگہ لے لی۔ غزل اب بھی رائج ہے، لیکن نظم جدید دور میں عصری زندگی کے حقیقی اظہار کا ایک طاقتور اور مقبول ذریعہ ہے۔ آزاد نظم (अतुकांत) کو بھی نظم میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

قسط:-

موجودہ دور میں ادب کی سرحدیں مزید پھیل چکی ہیں اور ہر فکر کے ادیب اپنے اپنے انداز میں اردو ادب کو دوسرے ادب کے برابر لانے میں مصروف ہیں۔ شاعروں میں "جوش"، "فراق"، "فیض"، "مجاز"، "حافظ"، "ساغر"، "سردار"، "جمیل" اور "آزاد" کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس لیے کرشن چندر "اشک"، حسینی، "منٹو"، ہیت اللہ، عصمت، احمد ندیم، خواجہ احمد عباس نثر میں اپنی اہمیت برقرار رکھتے ہیں۔20 ویں صدی میں تنقیدی ادب میں بہت ترقی ہوئی۔ اس میں نیاز فتح پوری، فراق گورکھ پوری، محی الدین قادری زور، کلیم الدین احمد، مجنوں گورکھپوری، آل احمدسرور، احتشام حسین، اعجاز حسین، ممتاز حسین، عبادت بریلوی وغیرہ نے بہت سی گرانقدر کتابیں لکھیں۔20 ویں صدی میں ادبی مکاتب کے درمیان جھگڑے ختم ہونے کے بعد نظریات کی بنیاد پر ادب تخلیق ہوا۔ انگریزی ادب اور تعلیم کے اثر سے شیڈو شاعری کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ پھر جمہوریت اور قوم پرستی کے جذبے نے ترقی پسند تحریک کو جنم دیا جو 1936 میں شروع ہوئی اور اب تک کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے
۔ ادھر "مارکس" اور "فرائیڈ" نے بھی ادیبوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کردیا۔ کچھ ادیبوں نے آزاد نظم میں بھی نظمیں لکھنا شروع کیں، لیکن ایسے تمام تجربات ابھی تک اپنی جڑیں بہت گہری نہیں کر سکے۔ عصری اردو ادب میں نئی شاعری تجرباتی، صراحت، علامت نگاری اور غیر معروضیت سے بہت متاثر ہو رہی ہے۔ نئی شاعری زندگی کی تمام اقدار کا بائیکاٹ کرتی ہے کیونکہ نئے شاعر سماجی شعور کو شاعری میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ نئے شاعر اپنی شخصیت کو ثابت کرنے کے لیے زبان، فکر، فن اور ادب کے تمام اصولوں کو توڑنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگ اسے آزادی فکر کا نام بھی دیتے ہیں لیکن ابھی تک یہ واضح نہیں ہوا کہ ایک طرف نئی شاعری کے لکھنے والے ادب و فن کی تمام روایات سے اپنا رشتہ توڑ رہے ہیں اور دوسری طرف اپنے نظریے کو یورپ اور امریکہ لے کر جا رہے ہیں، وہ چند فلسفیوں، ادیبوں اور شاعروں کے نظریے سے ہم آہنگ ہونے کی انتھک کوشش کر رہے ہیں۔ یہ جدیدیت اردو کہانی اور ناول پر بھی اثر انداز ہو رہی ہے۔ نئی نظم، کہانی اور ناول کو ادب کی تاریخ میں کیا مقام ملے گا، اس حوالے سے فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

حوالہ کتاب: -

خلیل بیگ: اردو کی لسانی تشکیل

محمد حسین آزاد: آب حیات

نور الحسن نقوی : تاریخ ادب اردو

اوم کار کول : اردو اصناف کی تدریس

شمس الرحمٰن فاروقی: "ابتدائی اردو ادبی ثقافت اور تاریخ") شمس الرحمان فاروقی: ابتدائی اردو ادبی ثقافت اور تاریخ) دہلی: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس(2001 (

محمد صادق: "اردو ادب کی تاریخ") محمد صادق، اردو ادب کی تاریخ((1984)